عشق و عرفانِ الٰہی میں کافی پیشرفت و ترقی حاصل کر لی تھی اور پھر اس رسالہ کو اسی علم و معرفت کے استفادہ سے قونیہ جا کر حیطۂ تحریر میں لایا تھا[1] لیکن یہ امر مسلّمہ ہے کہ شیخ عراقی نے بنا بگفتۂ خود اس رسالہ کو سوانح احمد غزالی کی طرز و روش پُر اور بروایات مصدّقہ و دلایل صحیحہ دروسِ فصوص الحکم کے تحتِ تأثیر شیخ صدرالدین قونیوی کی خدمت میں تألیف کیا تھا۔ شارحان و مفسرانِ لمعات نے جابجا ابن عربی و قونیوی کے افکار و نظریات کو اُس میں متجلی کیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ شیخ الاسلام زکریاؒ نے شیخ عراقی کو جس راستے پر گامزن کیا اور جس منزل پر روانہ کیا، صدرالدین قونیوی نے اُسے اس کے پایۂ کمال و مرحلۂ آخر تک پہنچا دیا۔ پھر شیخ عراقی نے اسی رسالے کے توسط سے بوسیلۂ مکاتیب و منشآت شیخ صدرالدین عارف ملتانی کو تصوف علمی و نظری ابن عربی و قونیوی کے معتقدات و خیالات سے روشناس کرایا اور برصغیر پاکستان و ہند میں اُن کے مکتبِ فکر کی ترویج و اشاعت شروع کی۔ اس کے بعد یہ شجر آہستہ آہستہ پروان چڑھتا رہا۔ یہ ارمغان سارے فارسی زبانانِ بلادِ اسلامیہ کے لئے زادِ راہ بنا اور شاہ و درویش نے اسے سکونِ قلب و تسکینِ خاطر کا موجب جانا۔

---

[1] مجلہ علوم اسلامیہ علیگڑھ جلد ۳ شمارہ ۲ دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۰۴

(غلام مصطفیٰ قاسمی نے زاہد پریس
حیدرآباد میں چھپوا کر شاہ ولی اللہ
اکیڈمی حیدرآباد سے شائع کیا۔)